قرآنی طرز زندگی اور عورتوں کے حقوق

سید وقاص حسین کمیل

خلاصہ :

اللہ تعالیٰ نے عالم خلقت میں دونوں کی جداگانہ ذمہ داریوں کے تعین کی وجہ سے مرد وعورت دونوں کے حقوق واضح کیے ہیں، اسی نگاہ سے دونوں کی حدود وقیود مشخص کیا۔ایک دور تھا کہ مرد وعورت کے درمیان بہت زیادہ فرق رکھا جاتا تھا عورت کو اولاد ارث میں لیتی تھی، بازاروں اور درباروں کی زینت ہوا کرتی تھی مگر اسلامی انقلاب نے اس عورت کو بعض ذمہ داریوں میں مرد کے برابر اور بعض میں جدا کیا ہے اسلامی انقلاب نے سیرت حضرت ختمی مرتبت ﷺ اور امیر المومنینؑ کی تعلیمات کی روشنی وپیروی میں تمام خواتین کو ان کے عظیم وبلند مقام پر فداکار اور محبت نچھاور کرنے والی ماؤں، صابر، مونس وغمخوار بیویوں، استقامت اور قدم جما کر مجاہدہ خواتین کی صورت میں پرورش دی ہے۔

مغربی معاشرے نے ان تعلیمات کے مقابلے میں ایک اور معاشرہ تشکیل دیا جس میں عورت کو مکمل آزادی دی گئی اور اسلامی انقلاب کو غلط تصورات کے طور پر متعارف کروایا گیا۔جب کہ اسلام بھی عورت کے حقوق معین کرتا ہے مگر یہ حقوق مغربی معاشرے کے دیے حقوق سے مختلف ہیں۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ واحد کتاب ہے جس میں احسن الخالقین یعنی کے انسان (مرد عورت) کے بارے میں متعدد آیات کا نزول ہوئی ہیں اور ان میں سے ہر کسی کے علیحدہ علیحدہ حدود قیود کو قرآن مجید نے بعض آیات میں صراحت کے ساتھ اور بعض میں مشتبہات کے ساتھ بیان کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی اس لاریب کتاب میں ارشاد فرمایا"ھدی للناس،ھدی اللمتقین"یعنی اس قرآن کو صرف انسان ہی سمجھ سکتے ہیں اگر ہو متقین ہیں۔ہم اس مقالہ میں ان حقوق کو جاننے کی کوشش کریں گے۔

کلیدی الفاظ: قرآن مجید، معاشرہ، عورت، حقوق

مقدمہ:

اس کائنات میں ہر ذی حیات ، خداوند عالم کی حکمت وعدالت کی بنیاد پر عالم خلقت میں نہ صرف یہ کہ اپنے ہدف وغایت اور اپنی زندگی اور اپنی زندگی کے متعلق سوالات کے جوابات کا متلاشی ہے بلکہ اپنے خاص اور مناسب مقام میں دیگر مخلوقات سے باہمی رابطے کے بندھن میں بھی جڑا ہوا ہے۔

احسن الخالقین کی تمام مخلوقات کے درمیان ، سب سے احسن ترین تخلیق (انسان)، دیگر موجودات کے مقابلے میں بہت زیادہ حکمت سے مالا مال ہے اور خداوند عالم کے پنہاں اسرار ورموز نے اس کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ مرد و عورت ، دو متقابل نقاط نہیں بلکہ معاملے رابطے اور تعامل کے ایک نقطے پر تکمیل خلقت، دوام نسل اور محبت وسکون میں توازن کے لیے خلق ہوئے ہیں اور خدائے رحمان ورحیم نے دونوں میں سے ہر ایک کو اس کی خلقت کے بنیادی مقصد کی جوابدہی اور اس مناسب ترین مقام تک رسائی کے لیے اپنے لطف ورحمت میں ڈھانپا ہوا ہے۔[1]

سب سے پہلے ہم اپنے موضوع "قرآنی طرز زندگی اور خواتین کے حقوق "کے بارے میں لغوی اور اصطلاحی بحث کریں گے تاکہ موضوع واضح ہوسکے۔

قرآن کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

قرآن کا لغوی معنی

لفظ قرآن کی اصل کیا ہے؟ اس بارے میں علماء کے درمیان مختلف آراء پائی جاتیں ہیں:

پہلی رائے:

کچھ علماء کہتے ہیں کہ لفظ قرآن اللہ کی کتاب کا نام ہے اور یہ کسی اصل سے مشتق نہیں ہے یعنی اپنے آپ میں یہ مستقل لفظ ہے کسی لفظ سے نکلا اور بنا نہیں ہے۔ان کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح توراۃ، اور انجیل کا لفظ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کے لئے بطور علم استعمال ہوا ہے اور اس کی کوئی

[1]۔ معاشرے میں عورت کا مقام، آقای خامنہ ای

اصل نہیں ہے اسی طرح قرآن بھی اللہ تعالیٰ کی کتاب کے لئے بطور علم استعمال ہوا ہے اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے۔[1]

دوسری رائے:

کچھ علماء کہتے ہیں کہ لفظ قرآن مشتق ہے لیکن جو لوگ قرآن کو مشتق مانتے ہیں ان میں بھی اختلاف ہے کہ اگر مشتق ہے تو کس اصل سے مشتق ہے؟ اس باب میں چار مختلف نظریات ہیں:۔[2]

۱. قرآن فعل ''قَرَأَ'' کا مصدر ہے، جیسے ''رُجْحَان''فعل ''رَجَحَ'' کا اور ''غُفْرَان'' فعل ''غَفَرَ'' کا اس نظریہ کے قائل لحیانی اور دیگر علماء ہیں۔

۲. ایک جماعت جس میں اشعری بھی ہیں کا کہنا ہے قرآن ''قَرَنْتُ الشيءَ بالشيءِ'' سے مشتق ہے جس کا معنیٰ ہے دو چیزوں کو آپس میں ملانا۔

۳. فرّا نحوی کا خیال ہے کہ قرآن ''قَرَائِن'' سے مشتق ہے۔ وہ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ قرآنی آیات بعض بعض کی تصدیق کرتی ہیں، اور بعض بعض کے مشابہ ہیں اور اسی کو قرائن کہا جاتا ہے۔

دوسرے اور تیسرے قول کے اعتبار سے قرآن کا اصل ''قَرَنَ'' ہوگا اور اس کا نون اصلی ہوگا۔

۴. زجاج نحوی اور دیگر علمائے لغت کا خیال ہے کہ قرآن ''فُعْلاَن'' کے وزن پر صفت کا صیغہ ہے جو ''القرء'' سے مشتق ہے کہا جاتا ہے ''قَرَأْتُ الماءَ في الحوضِ'' میں نے حوض میں پانی بھر دیا۔

قرآن کا اصطلاحی معنیٰ:

قرآن کے اصطلاحی معنیٰ میں علماء کے الفاظ مختلف ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

۱. فخر الدین رازی لکھتے ہیں قرآن نام ہے ان تمام باتوں کا جو دو جلدوں کے درمیان موجود ہے۔[3]

[1] ۔الاِتقان فی علوم القرآن: للسیوطی: ۲،۳۳۹

2۔ مفردات راغب، راغب اصفہانی، الاتقان فی علوم القرآن، سیوطی، ج۲، ص۳۳۸

3۔ تفسیر کبیر، فخر الدین رازی، ج۱، ص۲۰۳

۲. شیخ بکری امین کہتے ہیں : اللہ کا کلام جو محمد ﷺ پر جبرئیل کے واسطے سے نازل کیا گیا، مصحفوں میں لکھا ہوا ہے اور سینوں میں محفوظ ہے، اور جو ہم تک تواتر کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، جس کی تلاوت عبادت ہے، سورہ فاتحہ سے شروع ہوتا ہے اور سورہ ناس پر ختم ہوتا ہے: كلام الله المنزل على خاتم الأنبياء والمرسلين، بواسطة جبريل عليه السلام ، المكتوب بين المصاحف ، المحفوظ في الصدور ، المنقول إلينا بالتواتر ، المتعبد بتلاوته، المبدوء بسورة الفاتحة ، المختتم بسورة الناس[1]

۳. جرجانی لکھتے ہیں : جو رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے، اور مصحفوں میں لکھا ہوا ہے، آپ سے ہم تک تواتر کے ساتھ نقل کیا گیا ہے وہ قرآن ہے" المنزل على الرسول الله ﷺ المكتوب في المصاحف ، المنقول عنه نقلا متواترا بل شبهة ."۔[2]

عورت کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

عورت عربی لفظ ہے جس کے لغوی معنی "پردہ یا ستر "کے ہیں اور اس کا اصطلاحی معنی ہیں " کسی چیز کو چھپانا"۔ ہر وہ چیز جو ستر ہے اس کو عورت کہتے ہیں، مرد کے جسم کا وہ حصہ جو چھپا ہوا ہے اس کو بھی عورت کہتے ہیں اس معنی سے پتہ چل گیا کہ عورت کو عورت کیوں کہا گیا ہے کیونکہ وہ ایک ڈھکی چھپی چیز ہے اور کو جتنا چھپاؤ گے اتنی اس کی عزت بنے گی۔

حق کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

حقوق (Rights) آزادی یا استحقاق کے قانونی، سماجی، یا اخلاقی اصول ہیں؛ یعنی حقوق بنیادی معیاری قوانین ہیں جو کسی قانونی نظام، سماجی کنونشن، یا اخلاقی اصول کے مطابق افراد کو دیگر افراد کی جانب سے اجازت یا واجب الادا ہیں۔

اصطلاح حقوق یا حق کی کوئی ایک متعین تعریف طے نہیں ہے، یہ مختلف مقاصد کے لیے مختلف گروہوں اور دانشوروں کی طرف سے استعمال کی گئی اصطلاح ہے۔ جو مختلف اور کبھی کبھار اپنے الٹ استعمال ہوتی ہے۔

1۔ التعبیر الفنی فی القرآن، لبکری شیخ امین ص: ۱۲

2۔ التعریفات للجرجانی ص: ۱۷۴

لیوائن حق کے تصور کی تعریف یوں کرتا ہے، ایک فرد یا گروہ کی طرف سے کیا گیا جائز دعویٰ (حق) ہے۔[1]

عورتوں کے بارے میں قرآن کی نظر

اللہ تبارک و تعالیٰ نے تخلیق کے درجے میں عورت کو مرد کے ساتھ ایک ہی مرتبہ میں رکھا ہے۔ اسی طرح انسانیت کی تکوین میں عورت مرد کے ساتھ ایک ہی مرتبہ میں ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُواْ رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً كَثِيرًا وَنِسَاءً"[2] ترجمہ:۔"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہاری پیدائش (کی ابتدائ) ایک جان سے کی پھر اسی سے اس کا جوڑ پیدا فرمایا پھر ان دونوں میں سے کثرت مردوں اور عورتوں (کی تخلیق) کو پھیلا دیا"۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں نیک عمل کا اجر دونوں کے لئے برابر قرار پایا، کہ جو کوئی بھی نیک عمل کرے گا اسے پوری اور برابر جزاء ملے گی، اس کو پاکیزہ زندگی اور جنت میں داخلے کی خوش خبری ملے گی، ارشاد ربانی ہے :

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ "[3] ترجمہ:۔"جو کوئی نیک عمل کرے (خواہ) مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے ضرور پاکیزہ زندگی کے ساتھ زندہ رکھیں گے، اور انہیں ضرور ان کا اجر (بھی) عطا فرمائیں گے ان اچھے اعمال کے عوض جو وہ انجام دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا اور پاکیزہ زندگی دنیا و آخرت میں عطا کئے جانے کی خوشخبری کو عمل صالح کے ساتھ مشروط کیا، جس طرح دوسرے مقام پر عملِ صالحہ کو جنت کے داخلے اور رزقِ کثیر کے ساتھ مشروط کیا، ارشاد فرمایا :

1۔ انسائیکلوپیڈیا

2۔ سورہ نساء، ا

3۔ سورہ نحل، ۹۷

"مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُوْلَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ"[1] ترجمہ:۔"جس نے برائی کی تو اسے بدلہ نہیں دیا جائے گا مگر صرف اسی قدر، اور جس نے نیکی کی، خواہ مرد ہو یا عورت اور مومن بھی ہو تو وہی لوگ جنّت میں داخل ہوں گے انہیں وہاں بے حساب رزق دیا جائے گا۔اسی طرح ارشاد باری ہے:

"فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لاَ أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى بَعْضُكُم مِّن بَعْضٍ"[2] ترجمہ: "پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول فرمالی (اور فرمایا) یقینا میں تم میں سے کسی محنت والے کی مزدوری ضائع نہیں کرتا خواہ مرد ہو یا عورت"۔

مثالی خواتین کا تذکرہ قرآن میں

ایک عیسیٰ پہ بھلا ناز کریں کیا مریم
رشتے سب حضرت زہرا کے ہیں عصمت والے

ذاتی طور پر تمام فضل و کمال ذات اقدس الٰہی سے مخصوص ہے اور ماسوا اللہ جو بھی ہے اور جو کچھ بھی ہے خداوند قدوس سے نسبت اور انتساب کی بنیاد پر ہی الٰہی تجلّیوں کا مصدر و مرکز قرار پاتا ہے چنانچہ اشرف مخلوق اور احسن تقویم کے مصداق انسانوں کے درمیان مردوں میں ختمی مرتبت، سید الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ بلند ترین و مقدس ترین ہستی ہیں جن کو خداوند عالم نے حدیث قدسی میں مقصود کائنات قرار دیا ہے۔"لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ" اور "لَوْلَا فَاطِمَة لَمَا خَلَقْتُكُمَا"اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ یہ پوری دنیا ان ہی دونوں کے صدقے میں خلق ہوئی ہے۔

قرآنی آیات اور خود مرسل اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت و گفتار میں حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی نسبت رمزوں اور کنایوں میں جو کچھ کہا گیا ہے اور معصومین علیہم السلام نے اپنے اقوال و ارشادات میں ان کی جو تشریح و توضیح کی ہے وہ اس مقدس ذات کے عرفان کے

1۔ سورہ مومن، ۴۰

2۔ سورہ آل عمران، ۱۹۵

لئے کافی ہے۔ قرآن کریم میں خدا کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مادر گرامی حضرت مریم (ع) کے تقدس میں جن صفات و خصوصیات کا ذکر ہے اگر ان کے ساتھ نبی اکرم (ص) کی بیٹی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی صفات و خصوصیات کا ایک سرسری موازنہ کیا جائے تو یقیناً آپ کے فضل وشرف کو سمجھنے میں بڑی آسانی ہو جائے گی اور صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ حضرت زہرا (ع) کی شان و عظمت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں حضرت مریم علیہا السلام سے بھی بالاو برتر ہے۔

- حضرت مریمؑ بنت عمران

حضرت مریم کو بہترین عورت قرار دیا، اس میں کونسا راز اور حکمت تھی جس کی وجہ سے ان کو یہ مقام ملا؟ اگر ہم حضرت مریمؑ کی سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ وہ عورت ہو کر اللہ کی بہت بڑی ولیہ کاملہ، شاکرہ اور صابرہ تھیں۔ اللہ کی ذات پر اول و آخر اعتماد رکھتی تھیں۔ انہوں نے اللہ کی رضا کے لئے خاندان کے طعنوں کو صبر کے ساتھ برداشت کیا۔ وہ ایک ایسے عظیم بیٹے کی ماں بننے والی تھیں جو اللہ کا نبی اور رسول تھا۔ وہ بہت پاکدامن اور پاکباز تھیں کہ جن کی پاکیزگی کی شہادت اللہ نے خود اپنے شیر خوار نبی کی زبان سے پنگھوڑے میں دلوائی۔

یہ وہ صفات تھیں جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مقام عطا فرمایا کہ عورتوں میں آپ کو منتخب فرمایا اور اس کا ذکر اپنی ابدی کتاب میں یوں فرمایا کہ "وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَىٰ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ"[1] ترجمہ: "اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بیشک اللہ نے تمہیں منتخب کر لیا ہے اور تمہیں پاکیزگی عطا کی ہے اور تمہیں آج سارے جہان کی عورتوں پر برگزیدہ کر دیا ہے۔

پتہ چلا کہ جو کوئی اپنے آپ کو اپنے خدا کے سپرد کر دیتا ہے، اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے دین کی سربلندی کے لئے وقف کر دیتا ہے، تو اللہ اس کو وہ مقام عطا کر دیتا ہے کہ وہ جس جگہ رہتا ہے اللہ اس کو متبرک کر دیتا ہے اور دوسروں کی دعاؤں کی قبولیت کی جگہ بنا دیتا ہے، کیونکہ حضرت مریمؑ کی والدہ نے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ مولا مجھے جو اولاد (لڑکا یا لڑکی)

1۔ سورہ آل عمران، ۴۲

عطا کرے گا اس کو میں تیرے لئے وقف کر دوں گی۔ یہ ہے وہ ماں کا کردار جس نے عظیم ہستی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنم دیا، اور آج بھی ضرورت ہے کہ جو ماں چاہتی ہے اپنی اولادوں کو عظیم بنائے وہ اللہ کی محبت کو اپنے من میں پیدا کرے، اپنے آپ کو اس کے دین کیسر بلندی کے لئے وقف کر دے، دین کی دعوت کے فروغ کے لئے گھر سے باہر نکلنے پر عار محسوس نہ کرے، تو پھر آج کے دور میں عظیم انقلابی جوان پیدا ہو سکتے ہیں۔[1]

قرآن کریم میں حضرت مریمؑ کی تقریباً بیس خصوصیات ذکر ہوئی ہیں اور اسلامی روایات میں جن خصوصیات کی طرف اشارہ ہے اگر وہ بھی شامل کرلیں تو جناب مریمؑ کی تقریباً چالیس خصوصیات وہ ہیں جو ان کو دنیا کی دوسری خواتین سے ممتاز و مقدس قرار دیتی ہیں۔ قرآن حکیم نے حضرت عیسیٰؑ کی ماں حضرت مریمؑ کے تقدس اور فضیلت و برتری کی وجہ ان کی خاندانی نجابت کو قرار دیا ہے اور ان کے خاندان کا منتخب خاندانوں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

- **حضرت آسیہؑ**

کونسا کردار، عمل اور فعل ایسا تھا کہ جس نے اس خاتون کو جو ایک کافر و جابر اور ظالم بادشاہ کی بیوی ہونے کے باوجود وہ عظیم عزت اور مرتبہ سے سرفراز کیا کہ خیر النساء کا لقب عطا ہوا۔ یہ عظیم کردار ایک عورت کو اس کی حیثیت کی راہ دکھلاتا ہے۔ اور ظاہری عیش و عشرت، بناؤ سنگھار، شاہانہ زندگی کو اللہ کی رضا کی خاطر، اس کی محبت کے لئے قربان کر دینے کا درس دیتا ہے۔ یہ کردار بتاتا ہے کہ کس طرح عورت اپنے کردار کو پاکیزہ بنا کر کافر بادشاہ جو اپنے آپ کو خدا کہلاتا ہے، کی ایک عظیم عورت بن سکتی ہے۔ تو پھر اللہ وہ مقام عطا فرماتا ہے کہ وہ نبیوں اور رسولوں کی بیویوں اور بیٹیوں کے ساتھ ملا دیتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے دین کی خاطر دنیا کی ظاہری عیش و عشرت سے کنارہ کش ہو جاؤ۔

خداوند عالم قرآن کریم میں فرعون کی بیوی کی مثال دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ آسیہؑ خدا پر صدق دل سے ایمان لائیں تو خدا نے انہیں نجات عطا کی اور جنت میں داخل کر دیا اور فرعون جیسا کافر شوہر بھی ان کے ایمان کو متزلزل نہ کر سکا۔

1۔ قصص الانبیاء

ایسا عظیم کردار ادا کیا اسی لئے خداوند عالم قرآن کریم میں حضرت آسیہؑ کی استقامت اور عظمت و ستائش بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

"وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ "[1] خدا نے ایمان والوں کے لئے فرعون کی زوجہ کی مثال بیان کی ہے کہ اس نے دعا کی کہ "پروردگار میرے لئے جنت میں ایک گھر بنادے اور مجھے فرعون اور اس کے کاروبار سے نجات دلادےاور اس پوری ظالم قوم سے نجات عطا کردے"۔

قرآن کریم کی نظر میں حضرت آسیہؑ حق کی شناخت و بصیرت سے آگاہ تھیں انہوں نے نہ صرف یہ کہ اپنی شجاعت و بہادری کے ساتھ اپنے کافر شوہر کی پیروی نہیں کی بلکہ اپنے عقیدہ و ثقافت میں بھی پوری آزاد تھیں اسی لئے قرآن کریم نے آسیہ کو مومنین کے لئے اسوہ و نمونہ قرار دیا ہےاور یہ اسوہ اور نمونہ عورتوں کے آزاد اور مستقل عقیدہ و ثقافت پر بہترین دلیل ہے۔[2]

قرآن اور عورتوں کے حقوق

یہاں پر ان حقوق کا ذکر کیا جاتا ہے جو اسلام نے عورت کو دیے؛ بلکہ ترغیب و ترہیب کے ذریعہ اسے ادا کرنے کا حکم بھی صادر کیا۔

۱. عورتوں کی تربیت

تربیت کا معنی۔ تربیت کا مادہ رب ہے۔ رب کا مفہوم ہے آقا اور معلم اور رب کے معنی پرورش کرنے والے کے بھی ہیں۔ تربیت کے لغوی معنی پرورش کرنے کے ہیں۔ تربیت کا لفظ قرآن مجید میں تزکیہ نفس کے ضمن میں آیا ہے۔

امام راغب تربیت کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔"العربیه هوانشاء الشی ء حالا فحالاالی حد التمام "" کسی چیز کو یکے بعد دیگرے اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے مطابق اس طرح نشو و نما دینا کہ اپنی حد کمال کو پہنچ جائے۔

[1] ۔سورہ تحریم : ۱۱

2۔ بحار الانوار، ج۵۹، ص۵۶

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

۲. عورت بحیثیتِ انسان

اسلام نے عورت پر سب سے پہلا احسان یہ کیا کہ عورت کی شخصیت کے بارے میں مرد و عورت دونوں کی سوچ اور ذہنیت کو بدلا۔ انسان کے دل و دماغ میں عورت کا جو مقام و مرتبہ اور وقار ہے اس کو متعین کیا۔ اس کی سماجی، تمدنی، اور معاشی حقوق کا فرض ادا کیا۔ قرآن میں ارشاد ربانی ہے:

"خلقكم من نفسٍ واحدةٍ وخَلَقَ منها زوجَها"[1]

ترجمہ:۔ اللہ نے تمھیں ایک انسان (حضرت آدم) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو بنایا۔

اس بنا پر انسان ہونے میں مرد و عورت سب برابر ہیں۔ یہاں پر مرد کے لیے اس کی مردانگی قابلِ فخر نہیں ہے اور نہ عورت کے لیے اس کی نسوانیت باعثِ عار۔ یہاں مرد اور عورت دونوں انسان پر منحصر ہیں اور انسان کی حیثیت سے اپنی خلقت اور صفات کے لحاظ سے فطرت کا عظیم شاہکار ہے۔ جو اپنی خوبیوں اور خصوصیات کے اعتبار سے ساری کائنات کی محترم بزرگ ترین ہستی ہے۔ قرآن میں اشاد ہے کہ:

"وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِىْ آدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِىْ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُم مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلاً"[2]

ترجمہ: ہم نے بنی آدم کو بزرگی وفضیلت بخشی اور انھیں خشکی اور تری کے لیے سواری دی۔ انھیں پاک چیزوں کا رزق بخشا اور اپنی مخلوقات میں سے بہت سی چیزوں پر انھیں فضیلت دی۔

1۔ سورہ نساء، ا

2۔ سورہ بنی اسرائیل، ۷۰

تحقیقِ ادب، شمارہ: ۵، جلد: ۹، جنوری تا جون ۲۰۲۲ء

۳. عورتوں کو زندہ رہنے کا حق

عورت کا جو حال عرب میں تھا وہی پوری دنیا میں تھا؛ عرب کے بعض قبائل لڑکیوں کو دفن کر دیتے تھے۔ قرآن مجید نے اس پر سخت تہدید کی اور اسے زندہ رہنے کا حق دیا اور کہا کہ جو شخص اس کے حق سے روگردانی کرے گا، قیامت کے دن خدا کو اس کا جواب دینا ہوگا۔ فرمایا:

"وإذا المودةُ سُئِلَتْ بأيِ ذنبٍ قُتِلَتْ"[1]

ترجمہ:۔اس وقت کو یاد کرو جب کہ اس لڑکی سے پوچھا جائے گا جسے زندہ دفن کیا گیا تھا کہ کس جرم میں اسے مارا گیا۔

ایک طرف ان معصوم کے ساتھ کی گئی ظلم وزیادتی پر جہنم کی وعید سنائی گئی تو دوسری طرف ان لوگوں کو جنت کی بشارت دی گئی۔ جن کا دامن اس ظلم سے پاک ہو اور لڑکیوں کے ساتھ وہی برتاؤ کریں جو لڑکوں کے ساتھ کرتے ہیں اور دونوں میں کوئی فرق نہ کریں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کی لڑکی ہو وہ نہ تو اسے زندہ درگور کرے اور نہ اس کے ساتھ حقارت آمیز سلوک کرے اور نہ اس پر اپنے لڑکے کو ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

۴. تعلیم کا حق

اسلام کی تعلیمات کا آغاز اِقْرَاْ سے کیا گیا اور تعلیم کو شرفِ انسانیت اور شناختِ پروردگار کی اساس قرار دیا گیا۔"اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ،الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ،عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ"[2]

ترجمہ:۔"(اے حبیب!) اپنے رب کے نام سے (آغاز کرتے ہوئے) پڑھیے جس نے (ہر چیز کو) پیدا فرمایا اس نے انسان کو (رحمِ مادر میں جونک کی طرح) معلق وجود سے پیدا کیا پڑھیئے اور آپ کا رب بڑا ہی کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے (لکھنے پڑھنے کا) علم سکھایا جس نے انسان کو (اس کے علاوہ بھی) وہ (کچھ) سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواتین کی تعلیم وتربیت کو اتنا ہی اہم اور ضروری قرار دیا ہے جتنا کہ مردوں کی۔ اسلامی معاشرے میں یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی شخص

[1] ۔سورہ تکویر:۸

[2]۔ سورہ علق،۹٦

لڑکی کو لڑکے سے کم درجہ دے کر اس کی تعلیم و تربیت نظر انداز کر دے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے
:

الرجل تکون له الامة فيعلمها فيحسن تعليمها و يودبها فيحسن ادبها ثم يعتقها فيتزوجها فله اجران اگر کسی شخص کے پاس ایک لونڈی ہو پھر وہ اسے تعلیم دے اور یہ اچھی تعلیم ہو۔ اور اس کو آداب مجلس سکھائے اور یہ اچھے آداب ہوں۔ پھر آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو اس شخص کے لیے دوہرا اجر ہے۔"[1]

لکلمة الحکمة ضالة المؤمن فحيث وجدها فهو احق بها۔ ترجمہ:[2] "علم اور عقل کی بات مؤمن کا گمشدہ مال ہے، پس جہاں بھی اسے پائے اسے حاصل کرنے کا وہ زیادہ حق دار ہے۔

انسان کی ترقی کا دارومدار علم پر ہے کوئی بھی شخص یا قوم بغیر علم کے زندگی کی تگ ودو میں پیچھے رہ جاتا ہے۔ اور اپنی کُند ذہنی کی وجہ سے زندگی کے مراحل میں زیادہ آگے نہیں سوچ سکتا اور نہ ہی مادی ترقی کا کوئی امکان نظر آتا ہے؛ لیکن اس کے باوجود تاریخ کا ایک طویل عرصہ ایسا گزرا ہے جس میں عورت کے لیے علم کی ضرورت واہمیت کو نظر انداز کیا گیا اور اس کی ضرورت صرف مردوں کے لیے سمجھی گئی اور ان میں بھی جو خاص طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں صرف وہی علم حاصل کرتے تھے اور عورت علم سے بہت دور جہالت کی زندگی بسر کرتی تھی۔[3]

لیکن اسلام نے علم کو فرض قرار دیا اور مرد و عورت دونوں کے لیے اس کے دروازے کھولے اور جو بھی اس راہ میں رکاوٹ و پابندیاں تھیں، سب کو ختم کر دیا۔ اسلام نے لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خاص توجہ دلائی اور اس کی ترغیب دی، جیسا کہ رسول نے فرمایا: طلب علم فريضة۔ اور دوسری جگہ ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ عَالَ ثلاثَ بناتٍ فأدَّبَهُنَّ وَزَوَّجَهُنَّ وأحسنَ اليهِنَّ فله الجنة[4] جس نے تین لڑکیوں کی

1۔ الکافی، ج۲، ص۱۳۵

2۔ الکافی، ج۲، ص۲۳۵

3۔ آئین تربیت، علامہ امینی

4۔ ابوداؤد، باب فضل من عال فی یتامی، مکتبہ معارف للنشر والتوزیع، ص: ۹۳۱

پرورش کی ان کو تعلیم تربیت دی، ان کی شادی کی اور ان کے ساتھ (بعد میں بھی) حسنِ سلوک کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔

اسلام مرد و عورت دونوں کو مخاطب کرتا ہے اور اس نے ہر ایک کو عبادت اخلاق و شریعت کا پابند بنایا ہے جو کہ علم کے بغیر ممکن نہیں۔ علم کے بغیر عورت نہ تو اپنے حقوق کی حفاظت کر سکتی ہے اور نہ ہی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکتی ہے جو کہ اسلام نے اس پر عائد کی ہے؛ اس لیے مرد کے ساتھ ساتھ عورتوں کی تعلیم بھی نہایت ضروری ہے۔

۵. معاشرتی میدان

جس طرح دیگر معاشروں نے عورت کو کانٹے کی طرح زندگی کی رہ گزر سے مٹانے کی کوشش کی تو اس کے برعکس اسلامی معاشرہ نے بعض حالتوں میں اسے مردوں سے زیادہ فوقیت اور عزت و احترام عطا کیا ہے۔ وہ ہستی جو عالمِ دنیا کے لیے رحمت بن کر تشریف لائی (محمد ﷺ) اس نے اس مظلوم طبقہ کو یہ مژدہ جانفزا سنایا:

> "حُبِّبَ اِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ والطِّيْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ" ترجمہ:۔ مجھے دنیا کی چیزوں میں سے عورت اور خوشبو پسند ہے اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے۔

۶. اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت سے بیزاری اور نفرت کوئی زہد و تقویٰ کی دلیل نہیں ہے، انسان خدا کا محبوب اس وقت ہو سکتا ہے جب وہ اللہ کی تمام نعمتوں کی قدر کرے جن سے اس نے اپنے بندوں کو نوازا ہے، اس کی نظامت اور جمال کا متمنی ہو اور عورتوں سے صحیح و مناسب طریقے سے پیش آنے والا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے لیے نکاح کو لازم قرار دیا گیا ہے، اس سلسلے میں آپ کا ارشاد ہے:

۷. معاشی حقوق

معاشرہ میں عزت معاشی حیثیت کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ جو جاہ و ثروت کا مالک ہے، لوگ اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جس کے پاس نہیں ہے لوگ اس کے قریب سے گزرنا بھی گوارا نہیں کرتے، عزت کرنا تو دور کی بات ہے۔ اسے دنیا کے تمام سماجوں اور نظاموں نے عورت کو معاشی حیثیت سے بہت ہی کمزور رکھا، سوائے اسلام کے، پھر اس کی یہی معاشی کمزوری اس کی

مظلومیت اور بیچارگی کا سبب بن گئی۔ مغربی تہذیب نے عورت کی اسی مظلومیت کا مداوا کرنا چاہا۔ اور عورت کو گھر سے باہر نکال کر انھیں فیکٹریوں اور دوسری جگہوں پر کام پر لگا دیا۔ اس طرح سے عورت کا گھر سے باہر نکل کر کمانا بہت سی دیگر خرابیوں کا سبب بن گیا، ان حالات میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے راہِ اعتدال اختیار کیا۔[1]

۸. نان و نفقہ

عورت کا نان و نفقہ ہر حالت میں مرد کے ذمہ ہے۔ اگر بیٹی ہے تو باپ کے ذمہ۔ بہن ہے تو بھائی کے ذمہ، بیوی ہے تو شوہر پر اس کا نان و نفقہ واجب کر دیا گیا اور اگر ماں ہے تو اس کے اخراجات اس کے بیٹے کے ذمہ ہے، ارشاد باری تعالی ہے کہ:

"عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُه وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُه" ترجمہ:۔خوشحال آدمی اپنی استطاعت کے مطابق اور غریب آدمی اپنی توفیق کے مطابق معروف طریقے سے نفقہ دے۔

۹. مہر

مہر عورت کی قیمت نہیں ہوتی اور نہ عورت کے پیار و عصمت کی کوئی قیمت ہو سکتی ہے۔ یہ تو صدیوں سے ظلم اور بے بسی میں جکڑی عورت کو آزادی کا اختیار Freedom of Will عطا کرنے کے لیے اسلام نے عورت کو مہر کا حق دے دیا۔ یہ ایک علامت symbol ہے جس کو قبول کر کے وہ مرد کو اپنانے کا اعلان کرتی ہے۔ اگر وہ اسے قبول نہ ہو تو نہ مرد اس پر زبردستی کر سکتا ہے نہ خود اس کے ماں باپ ۔ دراصل مہر عورت کی رضا مندی Consent کا اعلان ہے۔ قرآن مجید میں واضح طور پر جہاں بھی مہر کا حکم آیا ہے ' نقد ' ادا کرنے کے مفہوم میں آیا ہے۔ فقہاء نے اگرچہ اس کو اُدھار رکھنے کی اجازت دی ہے لیکن قرآن مجید یا سیرت رسول و صحابہ سے ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا کہ مہر کو اُدھار رکھا گیا ہو۔ صحابہ کی مالی حیثیت کیا تھی یہ تو سبھی جانتے

1۔ معاشرے میں عورت کا مقام، آقای خامنہ ای

2۔ سورہ بقرہ، ۲۳۶

ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ہر ایک کو حسب استطاعت جتنا نقد ادا کر سکتے ہوں ادا کرنے کا حکم دیا ہے بشرطیکہ وہ عورت کو قبول ہو۔[1]

مہر کے فرض ہونے کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاء بِمَا فَضَّلَ اللّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ[2] مرد کو عورتوں پر قوام اس لیے بھی بنایا گیا ہے کہ وہ اپنا مال خرچ کرتا ہے اور اس کی ابتداء مہر سے ہوتی ہے

عورت کا حقِ مہر ادا کرنا مرد پر لازم قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ:

" وَآتُواْ النَّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَن شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْساً فَكُلُوهُ هَنِيئاً مَّرِيئاً "[3] ترجمہ:۔ عورتوں کا ان کا حقِ مہر خوشی سے ادا کرو اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ حصہ تمھیں معاف کردیں تو اس کو خوشی اور مزے سے کھاؤ۔

۱۰. وراثت

بعض مذہبوں کے پیشِ نظر وراثت میں عورت کا کوئی حق نہیں ہوتا؛ لیکن ان مذہبوں اور معاشروں کے برعکس اسلام نے وراثت میں عورتوں کا باقاعدہ حصہ دلوایا۔ اس کے لیے قرآن میں لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأُنثَيَيْنِ ارشاد ہوا ہے یعنی مرد کو عورتوں کے دو برابر حصے ملیں گے۔[4]

یعنی عورت کا حصہ مرد سے آدھا ہے، اسی طرح وہ باپ سے، شوہر سے، اولاد سے، اور دوسرے قریبی رشتہ داروں سے باقاعدہ وراثت کی حق دار ہے۔

۱۱. مال وجائیداد کا حق

اس طرح عورت کو مہر سے اور وراثت سے جو کچھ مال ملے، وہ پوری طرح سے اس کی مالک ہے؛ کیوں کہ اس پر کسی بھی طرح کی معاشی ذمہ داری نہیں ہے؛ بلکہ وہ سب سے حاصل کرتی

1۔ اسلام میں خواتین کے حقوق، شہید مطہری

2۔ سورہ نساء، ۳۴

3۔ سورہ نساء، ۴

4 سورہ نساء، ۱۰۴

ہے؛اس لیے یہ سب اس کے پاس محفوظ ہے۔ اگر مرد چاہے تو اس کا وراثت میں دوگنا حصہ ہے؛ مگر اسے ہر حال میں عورت پر خرچ کرنا ہوتا ہے، لہٰذا اس طرح سے عورت کی مالی حالت (اسلامی معاشرہ میں) اتنی مستحکم ہو جاتی ہے کہ کبھی کبھی مرد سے زیادہ بہتر حالت میں ہوتی ہے۔

پھر وہ اپنے مال کو جہاں چاہے خرچ کرے، اس پر کسی کا اختیار نہیں، چاہے تو اپنے شوہر کو دے یا اپنی اولاد کو یا پھر کسی کو ہبہ کرے یا خدا کی راہ میں دے یہ اس کی اپنی مرضی ہے اور اگر وہ از خود کماتی ہے تو اس کی مالک بھی وہی ہے؛ لیکن اس کا نفقہ اس کے شوہر پر واجب ہے، چاہے وہ کمائے یا نہ کمائے۔ اس طرح سے اسلام کا عطا کردہ معاشی حق عورت کو اتنا مضبوط بنا دیتا ہے کہ عورت جتنا بھی شکر ادا کرے کم ہے؛جب کہ عورت ان معاشی حقوق سے کلیتاً محروم ہے۔[1]

۱۴. تمدنی حقوق

شوہر کا انتخاب: شوہر کے انتخاب کے سلسلے میں اسلام نے عورت پر بڑی حد تک آزادی دی ہے۔ نکاح کے سلسلے میں لڑکیوں کی مرضی اور ان کی اجازت ہر حالت میں ضروری قرار دی گئی ہے۔

ارشاد نبوی ہے:

> لَایُنْکَحُ الْاَیْمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرُ وَلاَ تُنْکَحُ الْبِکْرُ حتی تُسْتأذن۔ ترجمہ: شوہر دیدہ عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے مشورہ نہ لیا جائے اور کنواری عورت کا نکاح بھی اس کی اجازت حاصل کیے بغیر نہ کیا جائے۔[2]

اگر بچپن میں کسی کا نکاح ہو گیا ہو، بالغ ہونے پر لڑکی کی مرضی اس میں شامل نہ ہو تو اسے اختیار ہے کہ اس نکاح کو وہ رد کر سکتی ہے، ایسے میں اس پر کوئی جبر نہیں کر سکتا۔

ہاں اگر عورت ایسے شخص سے شادی کرنا چاہے جو فاسق ہو یا اس کے خاندان کے مقابل نہ ہو تو ایسی صورت میں اولیاء ضرور دخل انداز کریں گے۔

1۔ عورت کی شخصیت اور اس کے حقوق، شہید مطہری

2۔ الکافی، ج۲، ص۱۵۸

۱۳. خلع کا حق

اسلام نے عورت کو خلع کا حق دیا ہے کہ اگر ناپسندیدہ ظالم اور ناکارہ شوہر ہے تو بیوی نکاح کو فسخ کر سکتی ہے اور یہ حقوق عدالت کے ذریعے دلائے جاتے ہیں۔[1]

۱۴. حسن معاشرت کا حق

قرآن میں حکم دیا گیا: وعاشروہن بالمعروف عورتوں سے حسن سلوک سے پیش آؤ (النساء: ۱۹) چنانچہ شوہر کو بیوی سے حسن سلوک اور فیاضی سے برتاؤ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خیرکم خیرکم لاھلہ۔ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں اچھے ہیں اور اپنے اہل وعیال سے لطف ومہربانی کا سلوک کرنے والے ہیں۔[2]

۱۵. عورتوں کا معاشرتی مقام اسلام کی نظر میں

اسلام میں معاشرتی حیثیت سے عورتوں کو اتنا بلند مقام حاصل ہے کہ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ معاشرت کے باب میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر مرد کو مخاطب کرکے یہ حکم دیتا ہے کہ ان کے ساتھ معاشرت کے باب میں "معروف" کا خیال کیا جائے؛ تاکہ وہ معاشرت کے ہر پہلو اور ہر چیز میں حسن معاشرت برتیں۔ ارشاد ربانی ہے کہ:

> "وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَن تَكْرَهُواْ شَيْئاً وَيَجْعَلَ اللّهُ فِيهِ خَيْراً كَثِيراً"[3] ترجمہ:۔اور ان عورتوں کے ساتھ حسنِ معاشرت کے ساتھ زندگی گزارو اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کوئی چیز ناپسند کرو اور اللہ اس میں خیر کثیر رکھ دے۔

معاشرت کے معنی ہیں، مل جل کر زندگی گزارنا، اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک تو مردوں کو عورتوں سے مل جل کر زندگی گزارنے کا حکم دیاہے۔ دوسرے یہ کہ "معروف" کے ساتھ اسے مقید کردیا ہے، لہٰذا امام ابوبکر جصاص رازی (المتوفی ۳۷۰ھ) معروف کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس میں عورتوں کا نفقہ، مہر، عدل کا شمار کرسکتے ہیں۔ اور

[1]۔ اسلام اور عورت کی شخصیت، شہید مطہری

[2]۔ مجمع الزوائد

[3]۔ سورہ نساء، ۱۹

معروف زندگی گزارنے سے مطلب یہ ہے کہ گفتگو میں نہایت شائستگی اور شیفتگی سے کام لیا جائے باتوں میں حلاوت و محبت ہو حاکمانہ انداز نہ ہو اور ایک بات کو توجہ کے ساتھ سنیں اور بے رخی بے اعتنائی نہ برتیں اور نہ ہی کوئی بدمزاجی کی جھلک ظاہر ہو۔

قرآن میں صرف معاشرت کے لیے ہی نہیں کہا گیا کہ عورتوں کے ساتھ معروف طریقے سے پیش آنا مردوں پر خدا نے فرض کیا ہے؛ بلکہ اسی کے ساتھ ہر طرح کے مسائل کے بارے میں کہا گیا ہے۔ جیسے مطلقہ عورت کے باری میں صاف طور پر یہ اعلان کیا گیا ہے کہ:

"وَلاَ تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَاراً لِّتَعْتَدُواْ" ترجمہ:۔ ایذادہی کے خیال سے ان کو نہ روک رکھو؛ تاکہ تم زیادتی کرو۔[1]

۱۶. آزادیِ رائے کا حق

اسلام میں عورتوں کی آزادی کا حق اتنا ہی ہے جتنا کہ مرد کو حاصل ہے خواہ وہ دینی معاملہ ہو یا دنیاوی۔ اس کو پورا حق ہے کہ وہ دینی حدود میں رہ کر ایک مرد کی طرح اپنی رائے آزادانہ استعمال کرے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو اپنی آزادیِ رائے کا پورا حق ہے؛ حتی کہ اسلام نے لونڈیوں کو بھی اپنی آزادانہ رائے رکھنے کا حق دیا۔ اور یہ اتنی عام ہو چکی تھی کہ عرب کی لونڈی اس پر بے جھجک بناتردد کے عمل کرتی تھیں حتی کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رائے سے جو بحیثیت نبوت ورسالت کے نہیں ہوتی تھی، اس پر بھی بے خوف وخطر کے اپنی رائے پیش کرتی تھیں اور انھیں کسی چیز کا خطرہ محسوس نہیں ہوتا تھا اور نہ ہی نافرمانی کا۔[2]

۱۷. حسنِ سلوک کا حق

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے حسن سلوک کی تعلیم دی اور زندگی کے عام معاملات میں عورتوں سے عفو و درگزر اور رافت و محبت پر مبنی سلوک کی تلقین فرمائی:

قال رسول اللہ ﷺ:المرأة كالضلع ان اقمتها كسرتها وان استمتعت بها استمتعت بها وفيها عوج. ترجمہ "حضرت سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

[1]۔ سورہ بقرہ، ۲۳۱

[2]۔ وسائل الشیعہ، ص ۲۹۸

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت پسلی کی مانند ہے اگر اسے سیدھا کروگے تو ٹوٹ جائے گی اگر اسی طرح اس کے ساتھ فائدہ اٹھانا چاہو تو فائدہ اٹھا سکتے ہو ورنہ اس کے اندر ٹیڑھا پن موجود ہے۔"[1]

قال ﷺ: من كان يؤمن باالله واليوم الاخر فلا يؤذي جاره واستوصوا بالنساء خيرا، فاهن خلقن من ضلع و ان اعوج شئ في الضلع اعلاه فان ذهبت تقيمه كسرته وان تركته لم يزل اعوج فاستوصوا بالنساء خيرا[2]. ترجمہ: "حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے، اور عورتوں کے ساتھ نیکی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرلو کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئیں ہیں۔ اور سب سے اوپر والی پسلی سب سے زیادہ ٹیڑھی ہوتی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے لگوگے تو توڑ ڈالوگے اور اس کے حال پر چھوڑے رہوگے تب بھی ہمیشہ ٹیڑھی رہے گی پس عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کے بارے میں میری وصیت قبول کرلو۔"

۱۸. ماں کی حیثیت سے حق

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل ایمان کی جنت ماں کے قدموں تلے قرار دے کر ماں کو معاشرے کا سب سے زیادہ مکرم و محترم مقام عطا کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ حسن سلوک کی مستحق ماں ہے:

قال رسول ﷺ : جاء رجلي الي رسول االله صلي الله عليه وآله وسلم فقال : يا رسول االله! من احق الناس بحسن صحابتي؟ قال : امک، قال : ثم من؟ قال : ثم امک، قال : ثم من؟ قال : ثم امک، قال ثم من؟ قال : ثم ابوک. ترجمہ: "ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے

[1]۔ مستدرک الحاکم، ص ۴۴۰

[2]۔ الکافی، ج ۴، ص ۴۰۱

حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری والدہ، عرض کی کہ پھر کون ہے فرمایا کہ تمہاری والدہ، عرض کی کہ پھر کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری والدہ ہے، عرض کی کہ پھر کون ہے؟ فرمایا کہ تمہارا والد ہے۔"

۱۹. بیٹی کی حیثیت سے حق

وہ معاشرہ جہاں بیٹی کی پیدائش کو ذلت و رسوائی کا سبب قرار دیا جاتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کو احترام و عزت کا مقام عطا کیا۔ اسلام نے نہ صرف معاشرتی و سماجی سطح پر بیٹی کا مقام بلند کیا بلکہ اسے وراثت کا حق دار بھی ٹھہرایا[1]

ارشادِ ربانی ہے:

يُوصِيكُمُ اللهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ[2]. ترجمہ:۔"اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی وراثت) کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ لڑکے کے لیے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے پھر اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں (دو یا) دو سے زائد تو ان کے لیے اس ترکہ کا دو تہائی حصہ ہے اور اگر وہ اکیلی ہو تو اس کے لیے آدھا ہے۔"

قرآن حکیم نے بیٹی کی پیدائش پر غم و غصے کو جاہلیت کی رسم اور انسانیت کی تذلیل قرار دیتے ہوئے اُس کی مذمت کی:

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ۔[3] ترجمہ۔"اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی (کی پیدائش) کی خوشخبری سنائی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ غصہ سے بھر جاتا ہے۔ وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (بزعم خویش) اس بری خبر کی وجہ سے جو اسے سنائی گئی ہے (اب یہ سوچنے لگتا ہے کہ) آیا اسے ذلت و رسوائی کے ساتھ (زندہ) رکھے یا

1۔ قرآن اور عورت، حافظ ریاض حسین

2۔ سورہ نساء، ۱۱

3۔ سورہ نحل، ۵۹

اسے مٹی میں دبا دے (یعنی زندہ درگور کردے) خبردار کتنا برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔

اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کی ممانعت کرکے دورِ جاہلیت کی اس رسم بد کا قلع قمع کیا جو اسلام کی آمد سے قبل اس معاشرے میں جاری تھی:

وَلاَ تَقْتُلُواْ أَوْلاَدَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاَقٍ نَّحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُم إنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئاً كَبِيرًا[1]۔ ترجمہ:۔"اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل مت کرو ہم ہی انہیں (بھی) رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی، بے شک ان کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے"۔

۲۰. بہن کی حیثیت سے حق

قرآن حکیم میں جہاں عورت کے دیگر معاشرتی و سماجی درجات کے حقوق کا تعین کیا گیا ہے، وہاں بطور بہن بھی اس کے حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ بطور بہن عورت کا وراثت کا حق بیان کرتے ہوئے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا گیا:

وَإِن كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلاَلَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِن كَانُواْ أَكْثَرَ مِن ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ[2]. ترجمہ:"اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کی وراثت تقسیم کی جارہی ہو جس کے نہ ماں باپ ہوں نہ کوئی اولاد اور اس کا ماں کی طرف سے ایک بھائی یا ایک بہن ہو (یعنی اخیافی بھائی یا بہن) تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے پھر اگر وہ بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے (یہ تقسیم بھی) اس وصیت کے بعد (ہوگی) جو (وارثوں کو) نقصان پہنچائے بغیر کی گئی ہو یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد۔"

1۔ سورہ اسراء، ۳۱

2۔ سورہ نساء، ۱۲

يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلاَلَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ إِن لَّمْ يَكُن لَّهَا وَلَدٌ فَإِن كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِن كَانُواْ إِخْوَةً رِّجَالاً وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الأُنثَيَيْنِ[1]۔ ترجمہ: ”لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں۔ فرما دیجئے کہ اللہ تمہیں (بغیر اولاد اور بغیر والدین کے فوت ہونے والے) کلالہ (کی وراثت) کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص فوت ہو جائے جو بے اولاد ہو مگر اس کی بہن ہو تو اس کے لیے اس (مال) کا آدھا (حصہ) ہے جو اس نے چھوڑا ہے اور اگر (اس کے برعکس بہن کلالہ ہو تو اس کے مرنے کی صورت میں اسکا) بھائی اس (بہن) کا وارث (کامل) ہوگا اگر اس (بہن) کی کوئی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر (کلالہ بھائی کی موت پر) دو (بہنیں وارث) ہوں تو ان کے لیے اس (مال) کا دو تہائی (حصہ) ہے جو اس نے چھوڑا ہے اور اگر (بصورت کلالہ مرحوم کے) چند بھائی بہن مرد (بھی) اور عورتیں (بھی وارث) ہوں تو پھر (ہر) ایک مرد کا (حصہ) دو عورتوں کے برابر ہوگا۔“

۲۱. بیوی کی حیثیت سے حق

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کے تسلسل و بقاء کے لیے ازدواجی زندگی اور خاندانی رشتوں کو اپنی نعمت قرار دیا:

وَاللّهُ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَجَعَلَ لَكُم مِّنْ أَزْوَاجِكُم بَنِينَ وَحَفَدَةً وَرَزَقَكُم مِّنَ الطَّيِّبَاتِ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللّهِ هُمْ يَكْفُرُونَ۔[2] ترجمہ: ”اور اللہ نے تم ہی میں سے تمہارے لیے جوڑے پیدا فرمائے اور تمہارے جوڑوں (بیویوں) سے تمہارے لیے بیٹے، پوتے اور نواسے پیدا فرمائے اور تمہیں پاکیزہ رزق عطا فرمایا تو کیا پھر بھی وہ (حق کو چھوڑ کر) باطل پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کی نعمت سے وہ ناشکری کرتے ہیں۔

1۔ سورہ نساء، ۱۷۶

2۔ سورہ نحل، ۷۲

دوسرے مقام پر بیوی کے رشتے کی اہمیت اور اس سے حسن سلوک کو یوں بیان کیا گیا:

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ فَالآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُواْ مَا كَتَبَ اللّهُ لَكُمْ وَكُلُواْ وَاشْرَبُواْ حَتَّى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّواْ الصِّيَامَ إِلَى الَّليْلِ وَلاَ تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللّهِ فَلاَ تَقْرَبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ۔[1] ترجمہ:۔"تمہارے لیے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو، اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنے حق میں خیانت کرتے تھے سو اس نے تمہارے حال پر رحم کیا اور تمہیں معاف فرما دیا، پس (اب روزوں کی راتوں میں بیشک) ان سے مباشرت کیا کرو اور جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے چاہا کرو، اور کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ تم پر صبح کا سفید ڈورا (رات کے) سیاہ ڈورے سے (الگ ہو کر) نمایاں ہو جائے، پھر روزہ رات (کی آمد) تک پورا کرو، اور عورتوں سے اس دوران میں شب باشی نہ کیا کرو جب تم مسجدوں میں اعتکاف بیٹھے ہو، یہ اللہ کی (قائم کردہ) حدیں ہیں پس ان کے توڑنے کے نزدیک نہ جاؤ، اِسی طرح اللہ لوگوں کے لیے اپنی آیتیں (کھول کر) بیان کرتا ہے تاکہ وہ پرہیزگاری اختیار کریں۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلاَثَةَ قُرُوَءٍ وَلاَ يَحِلُّ لَهُنَّ أَن يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ إِن كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُواْ إِصْلاَحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّهُ عَزِيزٌ حَكُيمٌ[2]۔"ترجمہ: اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں، اور ان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسے چھپائیں جو اللہ نے ان کے رحموں میں پیدا فرما دیا ہو اگر وہ اللہ پر اور قیامت کے

1۔ سورہ بقرہ، ۱۸۷

2۔ سورہ بقرہ، ۲۲۸

دن پر ایمان رکھتی ہیں، اس مدت کے اندر ان کے شوہروں کو انہیں (پھر) اپنی زوجیت میں لوٹانے کا حق زیادہ ہے اگر وہ اصلاح کا ارادہ کرلیں، اور دستور کے مطابق عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر، البتہ مردوں کو ان پر فضیلت ہے، اور اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔"

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِن بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِن لَّمْ يَكُن لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِن كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُم مِّن بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ "ترجمہ:۔اور تمہارے لیے اس (مال) کا آدھا حصہ ہے جو تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں بشرطیکہ ان کی کوئی اولاد نہ ہو، پھر اگر ان کی اولاد ہو تو تمہارے لیے ان کے ترکہ سے چوتھائی ہے (یہ بھی) اس وصیت (کے پورا کرنے) کے بعد جو انہوں نے کی ہو یا قرض (کی ادائیگی) کے بعد، اور تمہاری بیویوں کا تمہارے چھوڑے ہوئے (مال) میں سے چوتھا حصہ ہے بشرطیکہ تمہاری کوئی اولاد نہ ہو پھر اگر تمہاری کوئی اولاد ہو تو ان کے لیے تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے تمہاری اس (مال) کی نسبت کی ہوئی وصیت (پوری کرنے) یا تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد۔"[1]

یہ قرآنِ حکیم ہی کی تعلیمات کا عملی ابلاغ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیوی سے حسن سلوک کی تلقین فرمائی:

عن ابن عباس رضي االله عنهما قال : جاء رجل الي النبي صلي الله عليه وآله وسلم فقال : يا رسول االله! اني كتبت في غزوة كذا و كذا و امراتي حاجة، قال : ارجع فحج مع امراتک.

"ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! میرا نام فلاں فلاں غزوہ میں لکھ لیا گیا ہے اور میری بیوی حج کرنے جارہی ہے۔آپ صلی

1۔ سورہ نساء، ۱۲

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم واپس چلے جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔[1]"

۲۲. شادی کا حق

اسلام سے قبل عورتوں کو مردوں کی ملکیت تصور کیا جاتا تھا اور انہیں نکاح کا حق حاصل نہ تھا۔ اسلام نے عورت کو نکاح کا حق دیا کہ جو یتیم ہو، باندی ہو یا مطلقہ، شریعت کے مقرر کردہ اُصول و ضوابط کے اندر رہتے ہوئے اُنہیں نکاح کے حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا:

وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْاْ بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ". ترجمہ :۔اور جب تم عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت (پوری ہونے) کو آ پہنچیں تو جب وہ شرعی دستور کے مطابق باہم رضامند ہو جائیں تو انہیں اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے مت روکو۔[2]"

وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَاللّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ۔ ترجمہ:"اور تم میں سے جو فوت ہو جائیں اور (اپنی) بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ اپنے آپ کو چار ماہ دس دن انتظار میں روکے رکھیں پھر جب وہ اپنی عدت (پوری ہونے) کو آ پہنچیں تو پھر جو کچھ وہ شرعی دستور کے مطابق اپنے حق میں کریں تم پر اس معاملے میں کوئی مواخذہ نہیں، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے اچھی طرح خبردار ہے۔"

ان آیات مبارکہ سے واضح ہے کہ اسلام کا رجحان یک زوجگی کی طرف ہے اور ان حالات میں جہاں اسلام نے ایک سے زائد شادیوں کی اجازت دی ہے اسے عدل و مساوات سے مشروط ٹھرایا ہے کہ مردان تمام معاملات میں جو اس کے بس میں ہیں مثلاً غذا، لباس، مکان، شب باشی اور حسن معاشرت میں سب کے ساتھ عدل کا سلوک کرے۔ گویا ایک سے زائد شادیوں کا قرآنی فرمان حکم نہیں بلکہ اجازت ہے جو بعض حالات میں ناگزیر ہو جاتی ہیں جنگ، حادثات، طبّی اور طبعی حالات بعض اوقات ایسی صورت پیدا کردیتے ہیں کہ معاشرے میں اگر ایک سے زائد

1۔ تربیت فرزند از نظر اسلام، حسن مابیان

2۔ سورہ بقرہ، ۲۳۲

شادیوں پر پابندی عائد ہو تو وہ سنگین سماجی مشکلات کا شکار ہو جائے جس کے اکثر نظائر ان معاشروں میں دیکھے جاسکتے ہیں جہاں ایک سے زیادہ شادیوں پر قانونی پابندی ہوتی ہے۔ تاہم یہ اسلام کا تصور عدل ہے۔ وہ معاشرہ جہاں ظہور اسلام سے قبل دس دس شادیاں کرنے کا رواج تھا اور ہر طرح کی جنسی بے اعتدالی عام تھی اسلام نے اسے حرام ٹھرایا اور شادیوں کو صرف چار تک محدود کر کے عورت کے تقدس اور سماجی حقوق کو تحفظ عطا کر دیا۔[1]

۲۳. کفالت کا حق

مرد کو عورت کی جملہ ضروریات کا کفیل بنایا گیا ہے۔ اس میں اُس کی خوراک، سکونت، لباس، زیورات وغیرہ شامل ہیں[2]:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ.[3] ترجمہ: ”مرد عورتوں پر محافظ و منتظم ہیں اس لیے کہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور اس وجہ سے (بھی) کہ مرد (ان پر) اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔“

1۔ عورت گوہر ہستی، اقای خامنہ ای

2۔ صحیح بخاری، ج۲

3۔ سورہ نساء، ۳۴